بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشارات

کامیاب زندگی ‘ تقویٰ کی زندگی

خرم مراد

ہماری مختصر زندگی کے شب و روز کس چیز کی آرزو اور جستجو میں گزرتے ہیں؟ کامیابی کی! کامیاب زندگی کی! کامیابی کا لفظ ‘کامیابی کا تصور‘ کامیابی کا خیال‘ کامیابی کی منزل: ان سے زیادہ حسین‘ دل نواز اور محبوب زندگی میں کوئی شے نہیں۔ ہم زندگی بھر کسی نہ کسی کامیابی کی تلاش میں سرگرداں اور کوشاں رہتے ہیں۔ ہمارا ہر کام‘ ہر بھاگ دوڑ‘ ہر مہم کا مقصود و مطلوب کامیابی کا حصول ہوتا ہے۔ ہم ہر چھوٹا بڑا قدم کامیابی کی دُھن میں اٹھاتے ہیں‘ بڑے بڑے حیرت انگیز معرکے بھی اسی دُھن میں سَر کر لیتے ہیں۔ پوری زندگی‘ کامیاب زندگی ہو‘ پھر اس سے بڑی آرزو اور کیا ہو سکتی ہے۔ یہی سب سے بڑی کامیابی بھی ہے۔

کامیابی کیا ہے؟ اپنے مقصود کو پالینا ہی کامیابی ہے۔ ہر کام کا کوئی نہ کوئی مقصود ہوتا ہے‘ تو پھر ساری زندگی کا مقصود کیا ہے؟ کیا یہ کہ ہم کھیل کود اور لہو و لعب سے اپنے دل کو بہلا لیں اور تفریح کے مزے لوٹیں؟ یا یہ کہ ہم جسم کی‘ لباس کی‘ مکان کی‘ زیب و زینت اور آرایش و زیبائش سے اپنے دل و نگاہ کی لذت کا سامان کر لیں؟ یا یہ کہ سامان زینت‘ مال و دولت‘ تعداد و قوت‘ اولاد و برادری‘ نام و شہرت‘ رتبہ و اقتدار زیادہ سے زیادہ حاصل کر لیں‘ دوسروں کے مقابلے میں آگے بڑھ جائیں‘ ان پر برتری حاصل کر لیں؟ بے شک ان میں سے ہر چیز کی کشش ہمارے اندر رکھی گئی ہے (زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّھَوٰتِ)‘ ہر چیز میں زندگی کے لیے قدر و قیمت ہے‘ ہر چیز میں لذت اور عیش کا سامان ہے‘ اور بے شک ان میں سے کوئی چیز بھی حرام نہیں ہے۔ (قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَۃَ اللّٰہِ الَّتِیْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِہٖ)‘ پوچھو‘ کس نے اللہ کی زینت کو حرام کیا ہے‘ جو اس نے اپنے بندوں کے لیے بنائی ہے۔ لیکن ان میں سے ہر کامیابی کی لذت اور عیش بس آخری سانس تک ہے۔ ان میں سے ہر چیز لہلہاتی ہوئی کھیتی کی طرح بالآخر خشک ہو جاتی ہے‘ زرد پڑ جاتی ہے‘ اپنی زینت اور لذت کھو دیتی ہے اور چورا چورا

ہو کر مٹی میں مل جاتی ہے۔ ثُمَّ یَکُوْنُ حُطَامًا اس جہان بے وفا کی ہر چیز کا مقدر فنا کے گھاٹ اتر جانا ہے۔ کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ۔

پھر کیا کوئی نسخہ ایسا بھی ہے جو اس چُورا چُورا ہو کر مٹی میں مل جانے والی کھیتی سے سدا بہار فصل پیدا کر دے' جو ان فنا ہونے والی لذتوں کو ابدی لذتوں میں' یہاں کے عارضی عیش کو ہمیشہ ہمیشہ کے عیش میں تبدیل کر دے' اور مٹ جانے والی متاع کے بدلے میں ہمیشہ باقی رہنے والی نعمتوں سے جھولی بھر دے؟

ہاں' قرآن کہتا ہے' ایسا نسخہ موجود ہے' اور وہ بڑا آسان اور یقینی بھی ہے۔ یہ نسخہ تقویٰ کی زندگی کا نسخہ ہے۔ تقویٰ کی زندگی کیا ہے؟ وہ زندگی جس کا مقصود و مطلوب اللہ تعالیٰ ہو' جس کا مرکز و محور وہ ہو' اس کی عبادت اور بندگی ہو' اس کی اطاعت ہو' اس کی محبت ہو۔ جس زندگی میں ہمارا ہر کام ایسا ہو کہ وہ عبادت کا کام ہو' وہ زندگی جس میں ہمارے دلوں میں صرف اللہ تعالیٰ کی حاکمیت قائم ہو۔ نہ خواہش نفس کی' نہ دنیا کے عیش و لذت کی' نہ جاہ و مال کی' نہ کسی انسان کی — اور ہر کام اس کے حکم سے ہو۔ یعنی ہر کام اس کی خوشنودی کی خاطر ہو' اس کی مرضی کے مطابق ہو' اس کے حکم کی تعمیل میں ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی معبود اور محبوب ہے' اس لیے کوئی کام ایسا نہ ہو جو اس کو ناراض کرنے والا ہو' ایسا کام کرنا اتنا ہی ناگوار اور ناقابل برداشت ہو جیسے آگ میں جلنا۔

ایسی زندگی ہی کو قرآن میں تقویٰ کی زندگی بتایا گیا ہے۔ اسی کے لیے دنیا اور آخرت کی تمام بھلائیوں کی خوش خبری ہے۔ یہی زندگی ہر قسم کے نقصان اور ضرر کے خوف اور غم کے تاریک سایوں سے محفوظ ہے۔ یہی زندگی کامیاب زندگی ہے۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ ، اَلَّذِیْنَ آمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ – لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْآخِرَۃِ ، لَاتَبْدِیْلَ لِکَلِمَاتِ اللّٰہِ ، ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (یونس ۱۰: ۶۲-۶۴)۔

ترجمہ: جو اللہ کے دوست ہیں' جو ایمان لائے اور جنھوں نے تقویٰ کا رویہ اختیار کیا' ان کے لیے کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں ہے۔ دنیا اور آخرت دونوں زندگیوں میں ان کے لیے بشارت ہی بشارت ہے۔ اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارا مولیٰ ہے ہمارے اوپر شفیق و رحیم ہے' ہمارا خیر خواہ ہے۔ اسی لیے وہ ہم سب کو' اگلوں کو بھی اور پچھلوں کو بھی' ایک ہی وصیت فرماتا ہے' اور وہ یہ ہے کہ ہم تقویٰ کی زندگی بسر کریں۔

وَلَقَدْ وَصَّیْنَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَاِیَّاکُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰہَ (النساء ۴: ۱۳۱)۔

ترجمہ: تم سے پہلے جن کو ہم نے کتاب دی تھی انھیں بھی یہی ہدایت کی تھی اور اب تم کو بھی یہی ہدایت کرتے ہیں کہ خدا سے ڈرتے رہو۔

اللہ کے سارے انبیا یہی پیغام لے کر آئے، اسی کی تعلیم دی، اسی مقصد کے لیے زندگیوں کا تزکیہ کیا، کہ صرف اللہ کو معبود بناؤ اور تقویٰ کی زندگی اختیار کرو۔ اس مقصد کے لیے ہمارا کہنا مانو، کہ اللہ پر ایمان اور اس سے محبت کا راستہ یہی ہے۔ اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ . فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوْنِ (الشعراء ۲۶: ۱۰۷-۱۰۸)۔

غور کیجیے تو قرآن مجید بھی متقی بننے کا کورس ہے، راہ نما اور گائیڈ ہے۔ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ یہی نزول قرآن کا مقصد ہے۔ وہ زندگی کو سنوارتا ہے، تقویٰ کی راہ کھولتا ہے، اس پر چلاتا ہے، اس کو پختہ کرتا ہے، کیونکہ تقویٰ ہی پر دنیوی کامیابی کا انحصار ہے، تقویٰ ہی پر آخرت کی کامیابی کا مدار ہے، روحانی صحت، دل کی طمانیت، آنکھوں کی ٹھنڈک اور محبت خاطر، تقویٰ ہی کا نتیجہ ہے۔

دنیوی لحاظ سے کامیاب زندگی کیا ہے؟ جو آسمان و زمین کی نعمتوں سے مالا مال ہو، اس کا حصول تقویٰ پر منحصر ہے۔ وَلَوْ اَنَّ اَھْلَ الْقُرٰٓی اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَیْھِمْ بَرَکٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ (الاعراف ۷: ۹۶) "اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور تقویٰ کی روش اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے"۔

تقویٰ کا لازمی نتیجہ استغفار ہے، اور استغفار کے نتیجے میں آسمان و زمین سے برکتوں کے دہانے کھل جاتے ہیں: یُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْکُمْ مِّدْرَارًا ، وَّیُمْدِدْکُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَیَجْعَلْ لَّکُمْ جَنّٰتٍ وَّیَجْعَلْ لَّکُمْ اَنْھٰرًا (نوح ۷۱: ۱۱-۱۲) "تم پر آسمان سے خوب بارشیں برسائے گا، تمھیں مال اور اولاد سے نوازے گا، تمھارے لیے باغ پیدا کرے گا اور تمھارے لیے نہریں جاری کرے گا"۔

کامیاب زندگی وہ ہے جسے دشمن کی چالوں اور تدبیروں سے حفاظت حاصل ہو۔ یہ بھی تقویٰ کے ساتھ مشروط ہے: وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا یَضُرُّکُمْ کَیْدُھُمْ شَیْئًا (آل عمران ۳: ۱۲۰)۔

کامیاب زندگی وہ ہے جس میں مشکلات آسان ہوں، دشواریوں میں راستہ نکلے، رزق نصیب ہو، ہر کام آسان ہو۔ اس کا وعدہ متقین سے کیا گیا ہے: مَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مِنْ اَمْرِہٖ یُسْرًا (الطلاق ۶۵: ۲-۴)۔

دنیا و آخرت میں اللہ کی معیت اور محبت اور اس کے نزدیک قبولیت کی بشارت بھی متقین کے لیے ہے: وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ "یہ جان رکھو کہ اللہ انھی لوگوں کے ساتھ ہے جو اس کی حدود توڑنے سے پرہیز کرتے ہیں"۔

اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ "اللہ تو متقیوں کی نذریں قبول کرتا ہے"۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ "بے شک اللہ متقیوں کو محبوب رکھتا ہے"۔

اور آخرت میں تو ان ہی کے لیے مغفرت ہے ، آگ سے نجات ہے ، جنت ہے ، جنت کی نعمتیں ہیں ، کامیابی کی نوید ہے ۔ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۔ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ۔ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ ، فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۔ وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۔ بلکہ جنت تو تیار ہی متقین کے لیے کی گئی ہے ، اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ان کے بالکل قریب لے آئی جائے گی ، تقویٰ ہو تو وہ جنت کیا دور ہے وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ۔

تقویٰ کا یہ مقام کیوں ہے ؟ یہ جاننے کے لیے تقویٰ کی حقیقت جاننا ضروری ہے ۔ تقویٰ کے معنی بچنے اور ڈرنے کے ہیں ۔ بچنا اور ڈرنا کس چیز سے ؟ اپنے معبود کی ناراضی سے ، جو سب سے بڑھ کر محبوب بھی ہے ، وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ لیکن بچنا اور ڈرنا ، اتنی اعلیٰ انسانی صفات کاملہ کا جامع کیسے ہو گیا ؟ اس لیے کہ معبود حقیقی بے انتہا رحم کرنے والا ہے ، سراپا شفقت ہے ، ایک ایک لمحے اور ایک ایک ضرورت کے لیے دست گیری کرنے والا ہے ، اس نے یہ چند روزہ زندگی دے کر اپنے پاس اتنے لامتناہی اجر عظیم کا دروازہ کھول دیا کہ اس کا تصور بھی محال ہے ۔ يَوْمِ الدِّيْنِ اس کی انتہائی رحمت کا دن ہو گا ۔ ایک حصہ رحمت کی جلوہ گری اس دنیا میں ہے ، ننانوے فی صد حصوں کی اس دن ہو گی ۔ پھر ایسے رحمان سے ڈر اور خوف ، خشیت اور تقویٰ کس لیے : اگر میں اس بے پایاں رحمت کا شکر یہ ادا کروں ! اگر اس کی اتنی بے پایاں رحمت کے باوجود میں اس کے انعام اور جنت سے محروم رہوں ! کیا ہو گا اگر یہ رحمت مجھ سے چھن جائے ! اتنا اجر عظیم ، پتہ نہیں یہ مجھے ملتا ہے یا نہیں ! اتنی رحمت اور اتنے آسان اجر کے باوجود کہیں میں محروم نہ رہ جاؤں ! یہ ہے تقویٰ اور خشیت کی اصل بنیاد ۔ تمام اعلیٰ صفات کاملہ اس مکمل عبودیت اور محبت کے سرچشمے سے ابلتی ہیں ۔ ہم اللہ سے ایمان ، بندگی اور محبت کا یہ تعلق قائم کر لیتے ہیں ۔ پھر ہم ہر فنا ہونے والی ، ڈوبنے والی چیز سے منہ موڑ کے ، اپنا رخ ، اپنی زندگی کی سمت ، اپنی بھاگ دوڑ کا ہدف اسی کو بنا لیتے ہیں جس کے بے پناہ جلال اور بے پایاں اکرام کا فیضان ہمیشہ ہمیشہ باقی رہنے والا ہے ۔ وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۔ پھر ہم زندگی کے سارے واقعات اور حوادث اور راحت و الم اور اسباب و علل کے پردے کے پیچھے اسی رب رحمان کی تدبیر اور تصریف کو کار فرما دیکھتے ہیں ۔ پھر ہم اپنی زندگی کا لنگر اسی احد و صمد ذات کی چٹان پر ڈال دیتے ہیں جو کسی کا محتاج نہیں مگر ہماری ہر ہر حاجت وہی پوری کرتا ہے ، اور وہی کر سکتا ہے ، اور اس کے علاوہ ہر مخلوق کے ساتھ محتاجی کا رشتہ قطع کر دیتے ہیں ۔ پھر ہم صرف اسی کے ہو رہتے ہیں اور حنیف بن جاتے ہیں ۔ پھر ہم ہر وقت اس پر ہر حکم بجا لانے کے لیے ہاتھ باندھے کھڑے رہتے ہیں ، اور اس کے ابروئے چشم کے اشارے پر دوڑ دوڑ کر ہر وہ کام کرتے ہیں جس سے اس کی خوشنودی حاصل ہو ، کہ ہمارے دل پر ، جو ہمارے ہر فعل کا محرک ہے ، وہی وحدہ لاشریک حاکم ہوتا ہے ۔ پھر ہم ہر کام کرتے

ہوئے اپنی نظر اس کے وجہ کریم پر رکھتے ہیں کہ وہ ہم سے خوش ہے، ناراض تو نہیں، اور اسی نظر میں دو جہاں کی لذت پاتے ہیں۔ پھر ہم ان مقامات کی طلب میں گریہ و زاری کرتے ہیں، اور ان کا جتنا حصہ بھی نصیب ہو جائے، اسی کے دین سمجھتے ہیں، اپنی خوش قسمتی پر ناز کرتے ہیں، اور اس پر اس کی حمد و شکر سے لبریز ہو جاتے ہیں۔ لَکَ الْحَمدُ حَتّٰی تَرضٰی، وَلَکَ الْحَمدُ اِذَا رَضِیتَ (تیری حمد ہے یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے، اور تیری ہی حمد ہے جب تو راضی ہو جائے) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰنَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَا اَنْ ھَدٰنَا اللّٰہُ (اللہ کی حمد ہے جس نے ہمیں اس راہ پر چلایا، اور یہ ہمارے بس میں نہ تھا کہ ہم خود چلتے۔ اگر اللہ (ہمارا ہاتھ پکڑ کے) ہمیں نہ چلاتا۔

جس کو جتنا نصیب ہو جائے، وہ متقی ہے۔ اس کے ظاہر و باطن میں انقلاب آجاتا ہے۔ اس کی دنیا ہی بدل جاتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ جو کہتا ہے، وہ کرتا ہے، جس طرح وہ رکھتا ہے اس طرح رہتا ہے۔ ایک رضا بالحکم پر کاربند رہتا ہے، دوسری طرف رضا بالقضا کی کیفیت میں جیتا ہے۔ ایک طرف اس ایمان کے نتیجہ میں جس کی حلاوت کو محبت رگ و ریشے میں اتار دیتی ہے (ایماناً یباشر قلبی) رضیت باللّٰہ ربّاً وبالاسلام دیناً وبحمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم نبیاً کا مقام حاصل ہوتا ہے۔ دوسری طرف یقیناً صادقاً حتی اعلم انہ لن یصیبنی الا ما کتبت لی و رضاً بما قسمت لی (سچا یقین کہ مجھ پر ہرگز کچھ نہ پڑے گا سوائے اس کے جو تو نے لکھ دیا ہے، اور جو تو دے اس پر راضی رہوں) کی پکار نکلتی ہے تو وہ اقرار کرتا ہے۔ اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت (جو تو دے اس کو روکنے والا کوئی نہیں، جو تو منع کر دے اسے دینے والا کوئی نہیں)۔

اسی لیے امام غزالی فرماتے ہیں: "جس نے تقویٰ اختیار کیا اس کے سارے ترددات رفع ہو گئے، اب وہ آرام سے جدھر چاہے سو رہے۔ جو بات اصل تھی سو وہ حاصل ہو گئی"۔ اب وہ ہر خوف اور ہر حزن سے مامون و محفوظ ہے: فَمَنِ اتَّقٰی وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ، جو تقویٰ اختیار کرے اور اپنی حالت درست کرے، ایسے لوگوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ حزن (الاعراف ۷: ۳۵)۔

تقویٰ کو ناپنے کے پیمانے تو بہت ہیں، لیکن سچی بات یہ ہے کہ تقویٰ تو قلب کا فعل ہے۔ صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لیے فرمایا: تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے (اور اپنے سینہ کی طرف اشارہ فرمایا)۔ اس کی کیفیت و کمیت کو جاننے والا صرف اللہ ہے، اس کے علاوہ نہ کوئی جان سکتا ہے، نہ کوئی پیمانہ اسے ناپ سکتا ہے۔ ہم خود اپنے کو کچھ سمجھنے لگیں، متقی سمجھنے لگیں، تو اس خیال سے بڑھ کر تقویٰ کو غارت کرنے والی اور کوئی چیز نہیں۔ فَلَا تُزَکُّوْٓا اَنْفُسَکُمْ، ھُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰی (النجم ۵۳: ۳۲)۔

تقویٰ کے حقیقی مظاہر کیا ہیں؟ حق کو قبول کرنا، حق پر کاربند ہونا، حق کو پہچاننا (الزمر ۳۹)۔ ایمان، اور صرف اللہ کی محبت میں اپنا مال خرچ کرنا، ایفائے عہد، اور صبر و استقامت، تنگی اور شدائد

میں بھی، مرض میں بھی، اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے جنگوں میں بھی (البقرہ ۲: ۱۷۷)۔ ایفائے عہد کا تو متعدد جگہ ذکر ہے کہ اسی پر سارا دین قائم ہے۔ تنگی ہو یا فراخی، دل کھول کر خرچ کرنا، دونوں ہاتھوں سے بھر بھر کے دینا، غصہ کو پی جانا، انسانوں کو معاف کر دینا، اور ظلم و فاحشہ کا بھی ارتکاب ہو جائے (جو ایک متقی سے ہو سکتا ہے) تو فوراً اللہ کو یاد کرنا، اس سے استغفار کرنا، اور اپنے گناہوں پر نہ اڑنا (آل عمران ۳: ۱۳۵)۔ راتوں کو کم سونا اور اپنے معبود و محبوب سے مناجات کرنا، آخر شب میں اپنے گناہوں پر آہ و زاری کرنا اور اس سے بخشش طلب کرنا اور اپنے مال میں ہر مانگنے والے اور ہر محروم کا حصہ لگانا (الذاریات ۵۱: ۱۹)۔

تقویٰ کیسے حاصل ہو سکتا ہے؟ قرآن نے پہلے ہی قدم پر اس کا نسخہ ہمارے ہاتھ میں تھما دیا ہے۔ وہ کہتا ہے، تقویٰ کی عمارت ایمان بالغیب کی مضبوط چٹان پر ہی تعمیر کی جا سکتی ہے۔ کیونکہ تقویٰ کا مقام قلب ہے، اس لیے ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ، الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ۔ یعنی اللہ کی وحدہ لاشریک الوہیت کا اور اس کی صفات کا اقرار، اور ان پر یقین، موت کے بعد آخرت میں اللہ سے ملاقات، حساب کتاب اور جنت و جہنم پر یقین، انبیا و کتب و ملائکہ پر ایمان۔ اس ایمان کے جس پہلو پر نظر ڈالیے، وہ تقویٰ کی بنیاد ہے۔ لیکن ان میں سے ہر حقیقت غیب میں پوشیدہ ہے۔ امور غیبی کا صرف زبانی اقرار تقویٰ کے لیے کافی نہیں، ان پر ایسا ایمان درکار ہے کہ دل پر بیٹھ جائے، دل پر نقش ہو جائے، ایسا یقین ہو جائے گویا آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اللہ کی بندگی ایسے کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو"۔

اس یقین کا راستہ ہے اللہ کی یاد۔ چنانچہ قرآن جب تقویٰ پر کاربند رہنے کی ہدایت کرتا ہے، تو معاً اللہ کو یاد کرنے کا نسخہ تجویز کرتا ہے، اور اس کی تاکید کرتا ہے۔ اِتَّقُوا اللّٰہَ، اللہ سے تقویٰ کی زندگی اختیار کرو۔ اور یاد رکھو اللہ متقین کے ساتھ ہے۔ اللہ کی پکڑ بہت سخت ہے۔ تم اسی کے پاس جمع کیے جاؤ گے۔ تم اس سے ملاقات کرنے والے ہو۔ اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔ اللہ جو عمل تم کرتے ہو، اسے دیکھتا ہے۔ اللہ متقین سے محبت کرتا ہے۔ دنیا کی متاع کچھ بھی نہیں، جو تقویٰ اختیار کرے اس کے لیے آخرت ہے۔ آگ سے ڈرو۔ اس دن سے ڈرو جس دن کوئی کسی کے کام نہ آئے گا۔

دل ہر قسم کے خیالات کا مرکز ہے۔ کسی خیال کو ارادے کی قوت سے، کوشش سے، پیدا ہونے سے روک دینا، انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ نہ ہمیں انھیں پیدا کرنے پر قدرت ہے، نہ فنا کر دینے پر۔ لیکن اتنی طاقت ہم کو دی گئی ہے کہ ہم ایک طرح کے خیالات کی جگہ دوسری طرح کے خیالات دل میں بسا دیں۔ کیونکہ تقویٰ کا مقام دل ہے، اس لیے مجاہدہ کے ذریعہ دل میں اللہ تعالیٰ کا خیال اور اس کی یاد کو بسائے بغیر تقویٰ کے حصول کا کوئی راستہ نہیں۔ اگر ہم دل میں اللہ تعالیٰ، اس کی صفات اور آخرت میں اس سے ملاقات کی یاد کو بسائیں گے تو تقویٰ کے منافی اور تقویٰ کے لیے مہلک خیالات

دل کو خالی کر دیں گے۔ نور اور ظلمت کے مقابلے میں نور آئے گا، تو ظلمت خود ہی کافور ہو جائے گی۔

اسی لیے قرآن مجید نے بار بار ذکر کرنے کی ہدایت کی ہے، کثرت سے ذکر کرنے کی ہدایت کی ہے، صبح و شام ہر وقت ذکر کرنے کی ہدایت کی ہے، کھڑے، بیٹھے، لیٹے ہر حالت میں ذکر کرنے کی ہدایت کی ہے۔ اس ذکر کو قائم کرنے کا مجاہدہ نماز ہے۔ جس کی تاکید ایمان بالغیب کے فوراً بعد کی گئی ہے' وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ۔

تقویٰ کے جو مظاہر اوپر بیان ہوئے، یہ صرف مظاہر اور صفات ہی نہیں، یہی وہ وسائل و ذرائع ہیں، نسخے ہیں، تربیتی کورس ہیں، جن سے تقویٰ حاصل ہوتا ہے، قوی ہوتا ہے، رنگ پکڑتا ہے۔ مجاہدہ کر کے اللہ کو یاد کریں، اس کی محبت کی خاطر اس کی راہ میں مال خرچ کریں، بندوں پر بھی اور فی سبیل اللہ بھی، غصہ پینے کی مشق کریں، انسانوں کو معاف کرنے کا مجاہدہ کریں، اپنا احتساب کریں اور اپنے گناہوں پر ندامت کے آنسو بہائیں، آہ و زاری کریں، توبہ کریں، خصوصاً رات کے چند لمحات اس کام کے لیے وقف کر دیں۔ ان اعمال سے، اگرچہ بہ مشقت ہوں، بہ تکلف ہوں، تقویٰ یقیناً پیدا ہو گا۔

قرآن مجید متقین کے لیے گائیڈ بک ہے، تربیتی کورس ہے، نصاب ہے۔ تقویٰ ہی سے قرآن سے ہدایت پانے اور قرآن پر عمل کرنے کی استعداد پیدا ہوتی ہے۔ قرآن مجید رمضان المبارک کے اس مبارک مہینہ میں نازل ہوا۔ اس مبارک مہینہ کو اللہ تعالیٰ نے روزہ کی عبادت کے لیے مخصوص کیا، اور روزہ کا مقصد یہ بیان کیا کہ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ امید ہے کہ تم میں تقویٰ پیدا ہو گا۔

رمضان کے نوری، ملکوتی شب و روز ہمارے اوپر سایہ فگن ہیں۔ آپ غور کریں گے تو نفس کے مطالبات پر قابو پانے، دل کو اللہ کی یاد اور نیک خیالات سے آباد رکھنے، قرآن کو پڑھنے اور سننے، شب میں اللہ کے سامنے گڑگڑانے اور آہ و زاری کرنے، اس کے سامنے اپنی مکمل فقیری اور محتاجی کا اقرار کرنے کے لیے اس سے زیادہ موزوں اور قیمتی وقت اور کوئی آپ کے ہاتھ نہیں آسکتا۔ اس ماہ میں برکتوں کے جو خزانے لٹائے جا رہے ہیں، ان سے اپنی جھولی بھرنے کی فکر کریں، اسی کی آرزو اور جستجو میں شب و روز گزاریں۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد کرے، اور آپ کو تقویٰ کی نعمت سے مالا مال کرے۔